سے پوچھے اس وقت کہاں تھے۔ جب یہ سب کچھ ٹی وی چینلز پر ہو رہا تھا۔

ذرائع ابلاغ کے مالکان کو اس بات سے کوئی غرض نہیں کہ رمضان کا تقدس پامال ہو رہا ہے۔ یا ان کے چینل سے اسلام کی تضحیک ہو رہی ہے یا لوگ دین سے بیزار ہو رہے ہیں ان کا مقصد مال بنانا ہے۔ سو وہ بنا رہے ہیں۔ اور اس کے لیے وہ کسی حد تک بھی جا سکتے ہیں۔

ان حالات میں یقیناً امت مسلمہ کے دانشور، علماء کرام، اساتذہ، وکلاء پڑھے لکھے تاجر اور زعماء کی اولین ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ سر جوڑ کر سوچیں غور کریں۔ کہ وہ کس طرح اس طوفان بدتمیزی کا راستہ روک سکتے ہیں۔ اور عام مسلمانوں کو کس طرح تحفظ فراہم کر سکتے ہیں۔

حکومت سے بھی گذارش ہے کہ وہ ذرائع ابلاغ کے لیے ضابطہ اخلاق ترتیب دیں۔ اور تمام مالکان کو اس کا پابند بنائیں پیمرا کو متحرک کریں کہ وہ تمام چینلز پر گہری نظر رکھیں اور کسی کو اجازت نہ دیں کہ وہ خلاف ضابطہ پروگرام نشر کریں پاکستان کے نظریے کا تحفظ حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔

موصل کی آزادی...... عراقی حکومت کی ذمہ داری!

تمام ذرائع ابلاغ میں یہ خبر نمایاں طور پر نشر ہوئی کہ موصل شہر کو داعش سے آزاد کرا لیا گیا ہے۔ عراقی فوج جشن منا رہی ہے بلاشبہ عراق چند سالوں سے جنگ کی آگ میں جل رہا ہے امریکی اور برطانوی افواج نے قتل و غارت کے ساتھ خوب لوٹ مار کی۔ اس کے بعد یہ ملک خانہ جنگی کا شکار ہوا جس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر تباہی و بربادی اس کا مقدر بنی ایک محتاط اندازے کے مطابق پانچ ملین انسان قتل ہوئے اور اس کے برابر زخمی ہوئے کھربوں روپے کا مالی نقصان ہوا۔ پورا ملک تباہ و برباد ہوا۔ پڑوسی ملک ایران نے بھی اس بہتی گنگا میں ہاتھ دھوئے۔ قیام امن کی بجائے عراق کو فرقہ واریت کی آگ میں دھکیل دیا جس کی وجہ سے لاکھوں سنی قتل ہوئے۔ اور لاکھوں عورتوں کی عصمت داغدار کی گئی۔ اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ داعش کے قیام کے وقت یہ بات منظر عام پر آئی تھی کہ یہ شیعہ کے ظلم و ستم کے رد عمل میں وجود میں آئی ہے جس نے بعد میں ایک پر تشدد تحریک کا روپ دھار لیا اور بعض بڑے شہروں پر قبضہ جما لیا۔ مقام افسوس کہ داعش نے بھی وہی راستہ اختیار کیا۔ اور بلاتفریق انسانوں کا قتل عام کیا۔ ایسے طریقے اختیار کیے جس پر درندے بھی شرمانے لگیں۔

داعش کے خاتمے کے لئے بڑے پیمانے پر مسلح جدوجہد شروع ہوئی۔ خصوصاً عراقی افواج نے زمینی کاروائیاں کیں اور اپنی پیش قدمی جاری رکھی۔ یکے بعد دیگرے کئی شہر فتح کیے۔ اور آخر کار موصل شہر کو بھی داعش سے آزاد کرالیا گیا ہے۔ جو کہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

داعش کے بارے میں متضاد خبریں آتی رہی ہیں کہ انہیں کس کی پشت پناہی حاصل ہے۔ امریکی صدر نے برملا اعلان کیا۔ اسے ایران نے بنایا۔ اور اس کی پشت پناہی کررہا ہے۔ اس کی آڑ میں سنی مسلمانوں کا قتل عام اور نسل کشی کی گئی ہے اس بات میں وزن اس لیے معلوم ہوتا ہے کہ عراق وشام میں عملا ایران کی اجارہ داری ہے۔ اور ان کی سپاہ پاسداران کے گماشتے جگہ جگہ قابض ہیں۔ ان کی رضامندی کے بغیر کسی قسم کے اسلحے کی نقل مکانی ممکن نہیں ہے۔ حتیٰ کہ داعش کے قافلے جگہ جگہ دندناتے پھرتے تھے۔ انہیں تمام وسائل اور اسلحہ کی ترسیل ان کے ذریعے ہوتی رہتی ہے وہ خود بھی سنی مسلمانوں کا قتل کرتے رہے اور حلب میں بے گناہ لوگوں کو جبراً محصور رکھا اور آخر کار ایرانی درندوں کے لے حلب کے دروازے کھول دیئے جنہوں نے بلاتفریق مردوزن اور بچوں کا قتل عام کیا۔ یہی صورت حال موصل میں ہوئی۔ حالانکہ موصل شہر میں سنی آبادی کی اکثریت ہے۔ داعش کے بعد وہاں بھی سنی مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا جارہا ہے۔

عراق وشام میں خانہ جنگی کے نتیجہ میں جو تباہی و بربادی ہوئی۔ انسانی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ ایک ایسا المیہ رونما ہوا۔ جو مدتوں جاری رہے گا۔ اس قتل وغارت کا کربناک پہلو یہ ہے کہ اہل تشیع کے سرکردہ رہنماؤں نے اپنے بیانات اور فتوؤں کے ذریعے سنی مسلمانوں کے قتل کو عبادت قرار دیا۔ اور ان میں پیش پیش سید علی سیستانی اور علی خمنائی شامل ہیں جس کے نتیجہ میں پاسداران نے معصوم بچوں کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق ڈیڑھ ملین سے زائد سنی مسلمان تہ تیغ کردیئے گئے جس پر مغربی ذرائع کے نمائندگان بھی چیخ اٹھے اور منظر کشی اور رپورٹنگ کرتے ہوئے اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکے۔

یہ بات پوری دنیا جانتی ہے کہ داعش کی آڑ میں سب سے زیادہ جانی اور مالی نقصان سنی مسلمانوں کا ہوا۔ کیونکہ ان کے لیے کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ عراقی شیعہ نے ایران کے تعاون سے